تنازعات کا حل
اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

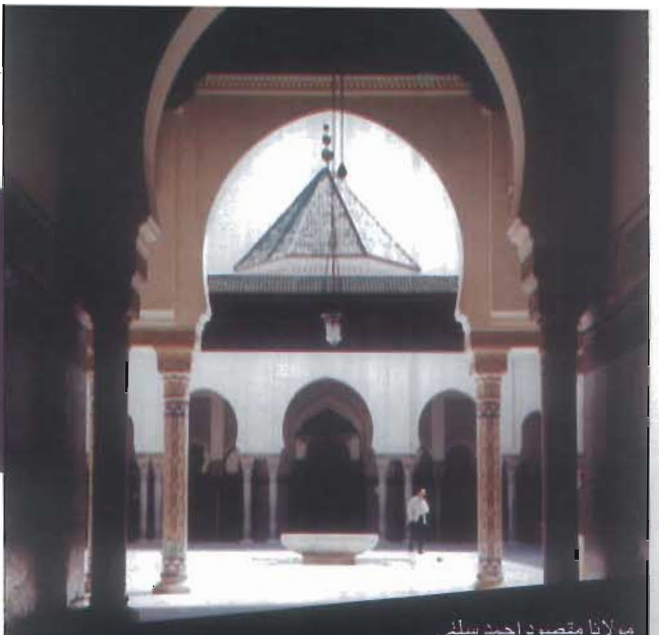

مولانا مقصود احمد سلفی
ڈائریکٹر
ادارۃ الاسلام، پشاور

ہمارے خطہ زمیں کو اللہ تعالی نے تنوع سے مالا مال کر رکھا ہے۔ کیونکہ یہاں مختلف عقائد اور ثقافتوں کے حامل لوگ کئی صدیوں تک اکٹھے رہے ہیں۔ یہ ایک خوشحال علاقہ تھا جہاں لوگوں کے سماجی تعلقات اور یکجہتی ان کا ایک مضبوط ورثہ ہے۔ مختلف اہل علم، بزرگان دین، فنون، فنِ تعمیر اور کچھ سیاسی تحریکوں کے تاریخی مطالعہ سے یہاں کے لوگوں کے مل جل کر رہنے اور اکٹھے کام کرنے کی خوبصورت مثالیں بھی ملتی ہیں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عالمی سیاست اور معاشی مفادات میں جہاں انقلابی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں وہیں اس کے اثرات ہمارے ملک عزیز کے سماجی، سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور تعلیمی نظام پر بھی نمایاں ہوئے ہیں۔

اگر ہم موجودہ حالات کا جائزہ لیں تو ہمارے سماجی نظام میں عوام الناس کی مشکلات مزید ابھر کر سامنے آرہی ہیں اس کی بنیادی وجہ ہمارا سیاسی نظام، جاگیرداروں وڈیروں کی مضبوط گرفت، جمہوری اقدار کا فقدان، عاقبت نااندیش پالیسیاں، احتساب سے مبرا سیاسی اور سماجی نظام، نامکمل منصوبے اور وسائل کی کمی کا شکار ادارہ جات نے عام آدمی سے پرمسرت زندگی کا حق چھین لیا ہے۔ اِس بڑھتی ہوئی محرومیت نے سماجی تعلقات کو اس حد تک متاثر کیا ہے کہ عام زندگی میں تنازعات ناگزیر ہوگئے ہیں۔ اگر چہ تنازعات (conflicts) کا تمام معاشروں میں واقع ہونا ایک قدرتی عمل ہے۔ لیکن تنازعات میں عدمِ برداشت اور متشدد کلچر نے ہمارے معاشرے میں ایک افسوس ناک اور بھیانک شکل اختیار کر لی ہے۔ جس پر ہر سنجیدہ آدمی رنجیدہ نظر آرہا ہے حالانکہ اہم بات یہ ہے کہ ان تنازعات کو اس طرح حل کیا جائے کہ ان کے منفی اثرات کی بجائے یہ معاشرے میں ایک مثبت تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہوں۔

ہمارے معاشرے میں تنازعات کے بڑھنے کی کئی وجوہات ہیں لیکن ہوس اقتدار، منصب، وابستہ مفادات، عدم برداشت اور بڑی بڑی توقعات عموی طور پر تناؤ کا سبب بنتی ہیں۔ پھر بھی ہمیں اپنے ساتھیوں کا خیال رکھ کر بے اعتمادی اور عدم تعاون کو نظر انداز کر کے اپنی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر شخص کا مزاج مختلف ہوتا ہے اور بعض اوقات اس سے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں لیکن اس کے برعکس اکثر اس سے دوسرے افراد کو سوسائٹی میں ہم آہنگ ہونے میں مدد بھی ملتی ہے۔ مثلاً ایک شخص تیز مزاج کا ہے تو دوسرا دھیما۔ ایک غصے سے لال پیلا ہوتا ہے تو دوسرا ٹھنڈے مزاج کا۔ اگر ایک دلیل بازی کرتا ہے تو دوسرا معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتا ہے۔ اس طرح اگر ایک متشدد ہے تو دوسرا شائستہ۔ اسی طرح ایک دوسری بات کا جو عام مشاہدہ کیا جاتا ہے وہ حق ملکیت کو سمجھنے کا فقدان ہے۔ عام طور پر ہم کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتے جب تک کوئی چیز ہمیں براہ راست متاثر نہ کرے۔ معاشرے کا ایک فعال فرد ہونے کے ناطے ہم پر یہ سوچنا واجب ہے کہ ہم اپنے اردگرد کے ماحول اور ساتھیوں کا خیال رکھیں اور سماجی تعلقات کو مضبوط اور صحت مند بنا کر ایک بہترین اسلامی معاشرہ تشکیل دیں۔

اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات ہمیں مثبت رویہ اور سوچ فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں کہ ہم معاشرے میں اٹھنے والے تنازعات کو کیسے حل کریں؟ جو لوگ امن، ہم آہنگی کے فروغ کے لئے کام کر رہے ہیں ان کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ ہم تنازعات کو ختم تو نہیں کر سکتے لیکن ان کو مثبت اور تعمیری انداز سے حل کر کے معاشرے کو بہت سی تباہیوں اور بربادیوں سے بچا سکتے ہیں۔

اب جبکہ دنیا ایک گلوبل ویلج بن چکی ہے تو یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض اوقات کسی معاشرے میں اٹھنے والا معمولی تنازعہ پوری دنیا میں تباہی و بربادی کے اثرات چھوڑ جاتا ہے۔ ان حالات میں ہمیں اقوام عالم کے ساتھ مل جل کر پرامن زندگی گزارنے کے لئے اور اسلام کو ایک دین امن ثابت کرنے کے لئے اسکی تنازعات کے حل کی تعلیمات کو سمجھنے اور عام کرنے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا۔

ذیل میں کچھ ایسی ہی تعلیمات کا تذکرہ ہم کرتے ہیں جو تنازعات کے حل کو ممکن بنانے اور محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہیں؛

پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سے اعمال سب سے بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کسی انسان کا دل خوش کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا، مصیبت میں کسی کی مدد کرنا، کسی غمگین شخص کے غم کو دور کرنا اور زخمیوں کے زخموں پر مرہم رکھنا۔''

آپ ﷺ کا یہ فرمان مثبت رویوں کے فروغ کا ایک بہترین ذریعہ ہے جو اسلام کی تعلیمات میں کوٹ کوٹ کر ودیعت کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک گھر سے لے کر افراد اور معاشرے کے مختلف گروہوں کے درمیان تنازعات کو ختم کرنے کے لئے اسلام صلح کا پیغام دیتا ہے۔

اسلامی شریعت کے مطابق صلح (reconciliation) کا مقصد تنازعہ کو ختم کرنا اور مومنین کے درمیان بھائی چارے کی فضا قائم کرنا ہے تاکہ اپنے تعلقات پرامن طریقے سے استوار کئے جاسکیں۔ اسلامی قانون میں صلح ایک معاہدہ ہے جسے عقد کہتے ہیں اور قانونی طور پر فرد اور معاشرہ کو کسی بات پر باندھنے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح نجی طور پر دو مسلمانوں میں صلح کا مقصد ان کے درمیان لڑائی کو ختم کرنا اور امن کو قائم کرنا ہے جس کو معاہدہ کسی خاص مدت کے لئے کرنا کہتے ہیں۔ اسی صلح کو آج کی جدید اصطلاح میں mediation کہا جاتا ہے کہ جس کے ذریعے سے روزمرہ کے مسائل، جھگڑے اور باہمی تنازعات کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید یوں گویا ہوتا ہے؛

''اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو پھر اگر ان دونوں میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو تم سب اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ اگر وہ لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''
(الحجرات ۴۹:۰۹)

''یاد رکھو سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔'' (الحجرات ۴۹:۱۰)

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے اندر بھی تنازعہ پیدا ہوسکتا ہے اور اس تنازعے کو باہمی ثالثی (mediation) کے ذریعے صلح کے فیصلے پر منطبق حل کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے جس کے طریقہ کار کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا گیا ہے۔ یہ جو ثالثی کا طریقہ کار ہے اسلام میں اسکی بہت حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ کسی بھی معاشرے میں افراد ہوتے ہیں افراد سے خاندان یا ایک گھرانہ بنتا ہے اور پھر ان سے آگے معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ اسلام میں پہلے ہی مرحلے میں ایک گھر میں میاں بیوی کے مابین رشتے میں تنازعات کے حل میں کوششوں کے لئے طریقہ کار اور حوصلہ افزائی کے لئے درج ذیل حکم ربانی ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں

''اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بددماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں صلح کرلیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں۔ صلح بہت بہتر چیز ہے، طمع ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے۔ اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے۔'' (سورہ النساء۴، آیت ۱۲۸)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام باہمی تنازعے کے حل کو دو پارٹیوں کے درمیان مخالفت کی نسبت زیادہ فوقیت دیتا ہے۔ اسی لئے کسی مسئلے میں باہمی فیصلہ پر پہنچنے کو دو پارٹیوں میں ایک دوسرے کی عزت نفس کو بحال کرنے میں بہت اہمیت حاصل ہے اگرچہ میاں بیوی میں طلاق بھی واقع ہو جائے"

اسی طرح ایک دوسری جگہ خاوند اور بیوی کے اختلافات ختم کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

ترجمہ: ''اگر تم خاوند بیوی میں مخالفت پاؤ (جو معمولی کوشش سے روبہ صلح نہ ہوسکتی ہو) تو ایک منصف (mediator) مرد کے کنبے سے تجویز کرو اور ایک عورت کے کنبے سے، اگر وہ دونوں مل کر صلح کرنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کو صلح کی توفیق دیگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا اور خبر رکھتا ہے۔''
(سورہ النساء: ۳۵)

صلح ایک بہترین فیصلہ ہے جس کے اوپر دونوں فریق راضی خوشی معاملات کو حل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ جو صلح کا طریقہ ہے، اسلام میں

سب سے زیادہ معتبر اور ثقہ ذریعہ ہے کہ جس کے ذریعے ہم اپنے روزمرہ کے مسائل اور تنازعات کو حل کرنے کے لئے اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو کہ بہت کم خرچ میں بہت بڑے نتائج دے سکتا ہے اور ہماری عدلیہ پر مدتوں پرانے پڑے مقدمات کے بوجھ کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ ہماری عدلیہ میں انصاف کے حصول کے لئے کبھی کبھی مدتوں انتظار کرنے کے بعد نتائج صفر حاصل ہوتے ہیں اور لوگ انصاف کے حصول کے لئے در در کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے آخر اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں لیکن ان کے تنازعات حل نہیں ہوتے جب کہ اسلامی ثالثی (mediation) کے ذریعے بہت کم وقت میں دونوں پارٹیوں میں صلح کے ذریعے اُٹھنے والے تنازعات کو فوری حل کیا جا سکتا ہے۔اس کی ایک مثال خیبر پختونخواہ میں جرگہ سسٹم اور پنجاب میں پنچایت وغیرہ کی بھی دی جا سکتی ہے لیکن ان کے طریقہ کار میں تھوڑی سی اصلاح کی ضرورت ہے کہ اس سسٹم کو اسلامی تعلیمات سے رہنمائی لے کر چلایا جا سکے اور بہتر نتائج حاصل کئے جا سکیں۔

اب تھوڑا سا ثالثی کرنے والے (mediator) کے بارے میں قرآن اور حدیث کے نقطۂ نظر سے پیش کرتے ہیں؛

حضرت داؤدؑ نے اپنے دنوں کو مختلف فرائض کے لئے مختص کر رکھا تھا ایک دن وہ اللہ کی عبادت کرتے ،ایک دن لوگوں کی شکایات کی سماعت میں گزارتے ،ایک دن وعظ و نصیحت میں گزارتے اور ایک دن آرام فرماتے۔ جس میں کسی کو اجازت نہ ہوتی کہ وہ ان کے گھر میں ان کے آرام میں دخل دے۔ایسے ہی ایک دن میں دو فرشتے انسانی شکل میں چھت میں سوراخ کر کے حضرت داؤدؑ کے گھر میں داخل ہوئے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

"جب یہ حضرت داؤدؑ کے پاس پہنچے پس یہ ان سے ڈر گئے انہوں نے کہا خوف نہ کیجئے ہم لوگ فریق مقدمہ ہیں ،ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، پس آپ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اور ناانصافی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتا دیجئے۔ سنئے یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے لیکن یہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اپنی یہ ایک بھی مجھ ہی کو دے دے اور مجھ پر بات میں بڑی سختی برتتا ہے" (سورہ ص:۳۸ ،آیت نمبر ۲۲،۲۳)

حضرت داؤدؑ نے ان کی شکایت سنی اور انہوں نے کہا یہ جو آدمی ننانوے دنبیاں ہونے کے باوجود ایک دنبی بھی اپنے بھائی کے پاس نہیں چھوڑ رہا اور اس سے لے رہا ہے تو یہ غلط کر رہا ہے۔اسی لمحے حضرت داؤدؑ سمجھ گئے کہ یہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک آزمائش ہے پھر وہ اپنے رب سے استغفار کرنے لگے اور عاجزی کرتے ہوئے گر پڑے اور پوری طرح اللہ کی طرف

متوجہ ہو گئے ۔اسی بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورہ ص کی آیت نمبر ۳۸ میں فرمایا؛

"پس ہم نے بھی ان کا وہ قصور معاف کر دیا یقیناً ہمارے نزدیک وہ بڑے مرتبے والے اور بہت اچھے ٹھکانے والے ہیں"

اسی طرح کی دوسری مثال حضرت محمد ﷺ کی زندگی اور سنت مبارکہ ہے ۔ثالثی اور صلح کو بروئے کار لاتے ہوئے آپ ﷺ نے قریش مکہ اور مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ امن معاہدے کئے ۔آپ ﷺ کی زندگی سے ایک اور بہترین مثال خانہ کعبہ کے تعمیرنو کے موقع پر تنازعہ کا کھڑا ہونا اور آپ ﷺ کا حل کرانا ہے جب قریش کے چار قبائل خانہ کعبہ کی تعمیر میں حصہ لے رہے تھے تو عمارت میں حجر اسود کی تنصیب کے موقع پر تنازعہ کھڑا ہو گیا کہ ان میں سے ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ حجر اسود کی تنصیب کی سعادت ان کے قبیلے کے حصے میں آئے۔لہذا اس تنازعے نے ٹکراؤ کی صورت پیدا کر لی اور خانہ کعبہ کی تعمیر میں ایک تعطل پیدا ہو گیا۔آخر کار یہ تنازعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا اُنہوں نے ایک بڑی چادر منگوائی اور اُس کا ایک ایک کونہ ایک ایک قبیلے کے سردار کو پکڑا دیا اور حجر اسود رکھ کر انہیں کہا کہ وہ سب برابر اس کو اٹھائیں اور پھر اس پتھر کی تنصیب کر دی گئی ۔ یوں ان چاروں رہنماؤں کو پتھر رکھنے کا برابر اعزاز دینے میں نبی کریم ﷺ کی محتاط کاروائی نے ایک سنگین تنازعے کو با احسن طریق حل کرا دیا۔

المختصر یہ کہ اسلام ایک گھر سے لے کر خاندان ،اسلامی معاشرے اور دیگر اقوام کے ساتھ تنازعات کے حل کے لئے بہترین حکمت عملی وضع کرتا ہے اور اس حکمت عملی کو بروئے کار لاتے ہوئے ہم اپنے معاشرے میں اور اقوام عالم کے ساتھ ہم آہنگی کے ذریعے تنازعات کو حل کرنے میں ایک بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں اور دنیا کو امن کا گہوارہ بنا سکتے ہیں۔

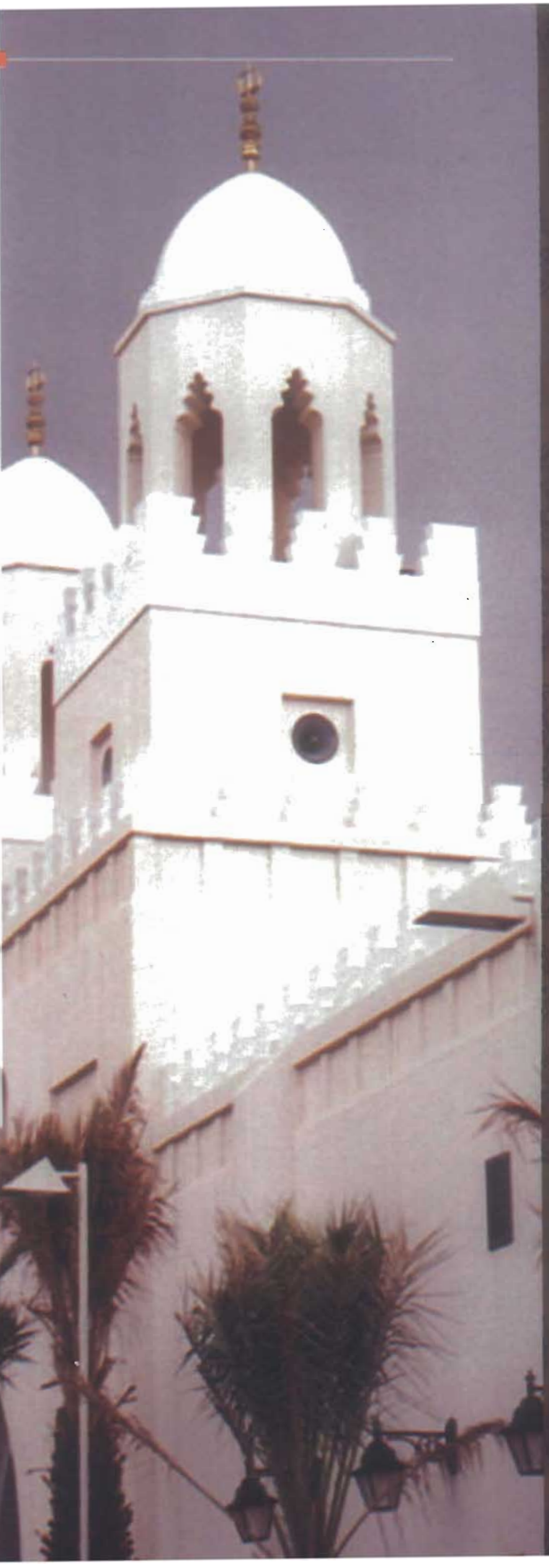

انتقال خون

تحقیق مزید

مفتی محمد ابراہیم قادری
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل